www.KitaboSunnat.com

☆ کسی انسان کی وفات کے تقریباً ایک ہفتہ بعد گھر والے، اہل محلّہ اور گاؤں کے عام لوگوں کو کھانے کی دعوت دیتے ہیں...... قرآن وحدیث میں اس کا کیا حکم ہے؟ (محمود الحسن سلیم، سکردو)

جواب: کھانے کی ایسی مجالس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے، اس لیے کہ یہ طریق کار سنت نبویؐ سے ثابت نہیں۔ صحیح حدیث میں ہے "من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ"

یعنی "جو دین میں اضافہ کرے وہ اضافہ مردود (ناقابل قبول) ہے۔"

یاد رہے کہ سوئم، دسواں، بیسواں، چالیسواں، چھ ماہی، برسی وغیرہ سب بدعات کے زمرے میں شامل ہیں۔ شرح المنہاج للقویؒ اور حنفی فقہ کی کتابوں میں ہے "اتخاذ الطعام فی الیوم الثالث والسادس والعاشر والعشرین وغیرها بدعة مستقبحة

یعنی "تیسرے، چھٹے، دسویں اور بیسویں وغیرہ دنوں میں کھانا کھلانا قبیح بدعات ہیں۔"

☆ طلاقِ رجعی کی صورت میں علیحدگی کے بعد دوبارہ نکاح کا حکم اور طریقہ کیا ہے؟ (ڈاکٹر خالد غوری)

جواب: سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوبارہ نکاح، طلاقِ رجعی کے اثنا میں (یعنی ایک یا دو طلاق کے بعد) پڑھا گیا ہے لہٰذا یہ نکاح درست ہے، صحیح بخاری کے باب مَن قال "لا نكاح الا بولي" کے تحت امام بخاریؒ نے حضرت معقلؓ بن یسار کی ہمشیرہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ اُن کے شوہر نے طلاقِ رجعی کے بعد رجوع کرنا چاہا تو معقلؓ رکاوٹ بن گئے۔ اس پر اللہ نے قرآن کی آیت ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ......﴾ نازل ہوئی۔ معقلؓ نے اللہ کے فرمان کے سامنے اپنا سر جھکا دیا اور دوبارہ اپنی ہمشیرہ کا نکاح کر دیا۔ یہ واقعہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ طلاقِ رجعی کی صورت میں زوجین دوبارہ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو سکتے ہیں۔☆

☆ سوال: کیا نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ لیا جا سکتا ہے؟ جیسے تمام لوگ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے واسطہ یا وسیلہ ہیں جس طرح آدم علیہ السلام کا وسیلہ بنے تھے جیسا کہ "فضائل اعمال" میں لکھا ہے کہ

☆ اس آیت اور واقعہ سے بعض لوگ نکاح میں عورت کے لئے ولی کی رضامندی کی عدمِ ضرورت پر بھی دلیل لیتے ہیں جبکہ امام بخاریؒ اسی واقعے اور آیت کریمہ کو نکاح میں وَلی کی ضرورت پر دلیل بنا رہے ہیں۔ استدلال بالکل واضح ہے کہ اگر نکاح میں ولی کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ سیدھے سبھاؤ عورتوں کو حکم دیتا کہ تم اپنا نکاح کر لو، ولیوں کی رضامندی کی فکر نہ کرو۔ علاوہ ازیں آیت کے نزول کے بعد اس واقعہ سے صحابہ نے جو سمجھا، وہی اس آیت کا مفہوم ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ معقل نے اپنی بہن کا نکاح کر دیا، (صحیح بخاری) نہ کہ معقل کی بہن نے از خود اپنی شادی رچالی۔ علماء کی کثیر جماعت نے یہی موقف اپنایا ہے اور امام بخاریؒ کے عجب قوی استدلال کی تائید کی ہے۔ یاد رہے کہ یہ واقعہ کسی کنواری لڑکی کا نہیں بلکہ ایّم (شوہر دیدہ) کا ہے، اس لحاظ سے یہ کنواری لڑکی کے لئے بالاولیٰ ولی کی رضامندی کی ضرورت کو اُجاگر کرتا ہے۔ (حسن مدنی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آدمؑ نے آنکھ کھولی تو اللہ کے نام کے ساتھ محمد ﷺ کا نام تھا، آدم علیہ السلام نے اللہ کو اس نام کا واسطہ دیا تو اُن کی بخشش ہو گئی؟

جواب: وسیلہ کی دو قسمیں ہیں: مشروع اور ممنوع

مشروع وسیلہ کی بھی تین قسمیں ہیں:

(۱) مؤمن کا اللہ سے اس کی برتر ذات اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے ذریعہ وسیلہ چاہنا

(۲) مؤمن کا اپنے اعمالِ صالحہ کے ذریعہ وسیلہ چاہنا

(۳) مؤمن کا اللہ تعالیٰ سے اپنے حق میں مؤمن بھائی کی دعا کے ذریعہ وسیلہ چاہنا۔

ان تینوں قسموں کی مشروعیت پر بے شمار دلائل کتاب وسنت میں موجود ہیں۔

اور وسیلہ کی تین قسمیں وہ ہیں جو ممنوع ہیں:

(۱) کسی ذات اور شخص کو وسیلہ بنانا، مثلاً کسی مخصوص آدمی کا نام لے کر کہے کہ اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں فلاں شخص کو وسیلہ بنا کر پیش کرتا ہوں کہ تو اس کے وسیلہ سے میری حاجت پوری فرما دے اور وسیلہ لینے والے کے دل میں فلاں شخص سے اس شخص کی ذات مراد ہو،

(۲) کسی کے جاہ وحق، حرمت اور برکت کا وسیلہ لینا مثلاً وسیلہ لینے والا کہے: اے اللہ فلاں شخص کا تیرے پاس جو مرتبہ ہے اس کو وسیلہ بناتا ہوں، یا فلاں شخص کا تجھ پر جو حق ہے، اس کو وسیلہ بناتا ہوں یا اس شخص کی حرمت اور برکت کو وسیلہ بناتا ہوں کہ تو میری حاجت پوری فرمادے،

(۳) کسی کے وسیلہ سے اللہ پر قسم کھانا مثلاً کہنے والا کہے: اے اللہ! فلاں شخص کے وسیلہ سے تجھ پر قسم کھاتا ہوں کہ تو میری حاجت پوری فرمادے۔

ممنوع وسیلہ کو حلال سمجھنے والے انہی تین طریقوں سے وسیلہ لیتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تینوں ہی طریقے باطل اور اصولِ دین کے مخالف ہیں (کتاب "مشروع اور ممنوع وسیلہ کی حقیقت")

اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا وسیلہ بنانا تو ناجائز ہے لیکن نبی ﷺ کی اتباع کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ کیونکہ اتباع عمل صالح ہے نیز یہ قصہ کہ آدم علیہ السلام نے خطا کی معافی کے لئے نبی ﷺ کی ذات کا وسیلہ لیا، من گھڑت واقعہ ہے جس کی کوئی اصل نہیں اس میں راوی عبدالرحمٰن بن زید بالاتفاق ضعیف ہے۔ کثرت سے غلطیاں کرتا ہے اور ابو حاتم بن حبان کا قول ہے: "عبدالرحمٰن بے خبری میں احادیث اُلٹ پھیر کے بیان کرتا تھا، اس نے مرسل کو مرفوع بنادیا اور موقوف کو مسند قرار دے دیا۔"

خود حاکم نے اپنی کتاب الضعفاء میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے تعجب کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار کیا ہے کہ حاکم نے اس روایت کو کیسے ذکر کر دیا جبکہ خود انہوں نے اپنی کتاب المدخل میں کہا ہے کہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد سے موضوع احادیث کی روایت کرتا تھا تاہم احادیث صحیحہ کی رو سے اور قرآنی شہادت بھی یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی خطا ان کے توبہ واستغفار کی وجہ سے معاف ہوئی ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات کو وسیلہ بنانے سے...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

"ان دونوں نے کہا: اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے"

امام ابو حنیفہؒ کا فرمان ہے کہ

"کسی کیلئے جائز نہیں کہ اللہ کو اس کی ذات کے سوا کسی اور ذریعہ سے پکارے" (درِّ مختار)

☆ سوال: ہمارا ایک بھائی فوت ہو گیا ہے جس کے اولاد نہیں ہے اور وہ سرکاری ملازم تھا۔ جس کے واجبات تقریباً ۱۷۵۰۰۰ (ایک لاکھ، پچھتر ہزار) ہیں۔ جس میں حصہ دار چار بھائی، ایک بہن، والدہ اور ایک بیوہ ہے۔ چاروں بھائیوں میں سے ایک بھائی پہلے فوت ہو چکا ہے جس کے دو بچے اور ایک بچی اور ایک بیوہ ہے۔ ازراہِ کرم شرعی تقسیم وراثت سے آگاہ فرمائیں۔ (نور محمد ولد اسمٰعیل، شیخوپورہ)

جواب: چار بھائیوں میں سے ایک بھائی چونکہ صاحب ترکہ سے پہلے انتقال کر چکا ہے، اس لئے وہ وارث نہیں بنتا۔ لہٰذا اس کی بیوہ اور اولاد بھی وارث نہیں رہتی۔

اس صورت میں بیوہ کے لئے چوتھا حصہ ہے اس لئے کہ میت کی اولاد نہیں، قرآن میں ہے: ﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ﴾ "اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو تمہاری عورتوں کا اس میں چوتھا حصہ ہے"...... اور چھٹے حصے کی حق دار والدہ ہے، قرآن میں ہے ﴿فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾ "اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے"

اور باقی ترکہ تین بھائیوں اور بہن پر ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾

"ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے" کے اصول پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ہذا کی تفصیل نقشہ کی صورت میں یوں ہے:

اصل مسئلہ: ۱۲

بیوہ ۳/ — ماں ۲/ — بھائی ۲/ — بھائی ۲/ — بھائی ۲/ — بہن ۱/

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ